

مرحب مولانا عبدالغنی صاحب بہاولپور

درس قرآن حضرت علامہ سید شمس الحق افغانی رحمہ اللہ

لھوالحدیث (گانا، بجانا وغیرہ) شرعاً منع ہے

تلك ايات الكتاب الحكيم هدى ورحمة للمحسنين الذين يقيمون الصلوة ويوتون الزكاة وهم بالآخر هم يوقنون لوليک علی هدی من ربهم و لوليک هم المفلحون۔

ترجمہ :- یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو اخلاص رکھنے والے ہیں۔ (وہ لوگ کون ہیں ؟) جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ سیدھے راستے پر ہیں اور یہی فلاح پائیں گے۔

آج گانا، بجانا، ریڈیو، ٹی وی، ڈرامے، غیر شرعی رسالوں اور ناول وغیرہ کے بارے میں بحث ہوگی۔ مذکورہ بالا سب چیزیں لھوالحدیث میں آتی ہیں۔ یہ سب شرعاً منع ہیں۔ سب سے پہلے ان پر قرآن کی رو سے روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ سورۃ لقمان میں ان کا ذکر ہے۔ قرآن نے یہاں سعداء یعنی خوشحالتوں اور اشیقاء یعنی بدبختوں دونوں کا ذکر کیا ہے، کہ جو نیکوکار ہیں وہ قرآن کی راہ لیتے ہیں اور جو گناہگار ہیں وہ غیر قرآن کی راہ لیتے ہیں۔ تو مذکورہ بالا آیت خوشحالتوں اور نیکوکار لوگوں کے بارے میں ہے اور دوسری آیت جو مندرجہ ذیل ہے، یہ بدبختوں اور گناہگاروں کے لئے ہے۔

”ومن الناس من يشتري لهوالحدیث لیضل من سبیل اللہ بغير علم ویتخذها هذوا لوليک لهم عذاب مہین“ (ترجمہ) :- جو لوگ رقم دے کر بے ہودہ بائیں خریدتے ہیں تاکہ ان چیزوں اور باتوں کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں وہ نادانی سے ایسا کرتے ہیں اور یہ لوگ خدا کے راستے کو مذاق سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ذلیل کر نیوالے عذاب کی بشارت سنادو۔

جن چیزوں پر ثواب نہ ملے وہ سب بیہودہ بائیں ہوتی ہیں۔ چاہے وہ ریڈیو، ٹی وی یا سینما کی شکل میں ہوں یا ڈرامے، ناولوں اور غیر شرعی تحریروں وغیرہ کی شکل میں ہوں۔ قرآن کتنی جامع کتاب ہے کہ دو لفظ لھوالحدیث میں کتنی چیزیں جمع ہو گئیں۔

ليحصل عن سبيل الله - تاکہ لوگوں کو ان چیزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دے۔ تو یہ ریڈیو، ٹی وی وغیرہ دین سے بہکانے والی چیزیں ہیں۔ ”ويتخذها هذوا“ اور یہ لوگ خدا کے راستے کو مذاق سمجھتے ہیں تو بد بخت اور گناہگار لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جیسے انہوں نے ہماری بات سنی ہی نہیں۔ تو ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ کے عذاب کی بشارت سنا دو۔ دیکھو قانون عام ہوتا ہے لیکن نزول کے لئے ایک خاص سبب ہوتا ہے۔ اس آیت کے شان نزول کیلئے ایک واقعہ ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کے سامنے قرآن پیش کیا تو مخالفوں کے دل میں بھی قرآن کی کشش پیدا ہو گئی۔ یہ تو قرآن کا اعجاز ہے۔ تو کفار کو اس بات کی فکر پڑی کہ یوں تو ہمارے لوگ اسلام قبول کر لیں گے اور اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جائے گا۔ تو کفار کے رؤسائیں سے ایک نفر بن حارث نامی شخص تھا وہ جب ملک فارس (ایران) کو تجارت کے لئے گیا تو وہاں سے رستم اور اسفندیار کے ناولوں کو خرید کر لایا۔ یہاں ان کا عربی میں ترجمہ کیا۔ تو لوگوں میں اعلان کیا کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں قوم عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم اور اسفندیار کے قصے سناتا ہوں۔ تو لوگوں کا مجمع بنایا جاتا پھر عوریں آکر وہ قصے سناتی تھیں اور شراب بھی پی جاتی تھی۔ اس بد بخت نے اس کام کے لئے ایک لونڈی بھی خرید رکھی تھی۔ دیکھتا کہ کوئی اسلام کی طرف رغبت کرنے لگا ہے وہ لونڈی اس کے قریب کر دیتا کہ وہ اسے قصے وغیرہ سنائے۔ تو اس پر یہ مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ یہ سلسلہ شروع تو ایک شخص نفر بن حارث نے کیا مگر اب اسے یورپ وغیرہ نے مختلف شکلوں میں پھیلایا ہے۔ فحاشی کی سب چیزیں لھوالحدیث میں آتی ہیں۔ یہ قرآن کی جامعیت ہے۔ حضرت علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں اس لھوالحدیث پر بڑی بحث کی ہے۔ آپؒ نے حضرت حسن بصریؒ کی رائے کو بڑی ترجیح دی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الغنا یعنی گنا بجانا لھوالحدیث ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول :-

”كل ما شغلك عن عبادة الله وذكره من السمر والاضاحيك والخرافات والغناء ونحوها فهو لهوا لحدیث“ (ترجمہ) :- ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گنا بجانا وغیرہ لھوالحدیث ہیں۔ (روح المعانی)۔
الغنا :- یعنی گنا، ایک گنا آلات کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسرا بغیر آلات کے۔ یعنی گانے بجانے کے ساز و سامان کے ساتھ گنا گایا جائے یا گانے بجانے کے ساز و سامان کے بغیر گایا جائے۔

غنا کی تشریح :- غنا لغوی معنی میں تو بلند آواز سے کچھ اشعار پڑھنے کو بھی کہتے ہیں۔ لیکن شرعی لحاظ سے غنا ترنم کو کہتے ہیں۔ ترنم کا معنی یہ کہ منہ کا لہجہ ایک خاص طرز اختیار کرے اور الفاظ میں خاص طرز یا

خاص لہجہ رکھے تاکہ ہر شخص سمجھ لے یہ گویا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ اس میں سختی نہیں۔ اس غشاکي چند صور میں جواز میں بھی ہیں:

(۱) مثلاً عربوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کے اونٹ ٹھک جاتے تو وہ ایک خاص طرز پر شعر پڑھتے تاکہ اونٹ مست ہو کر چلیں۔ اس دستور یا طریقہ کو حدی کہتے ہیں۔ یہ ترنم جائز ہے۔ (۲) دوسرا یہ کہ بعض اوقات آدمی کام کاج سے ٹھک جاتا ہے تو اس وقت کچھ گالے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ ایسی صورت میں کچھ لگن لگانے کیلئے جی بھی چاہتا ہے۔ شمس الائمہ حضرت علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ شرط یہ ہے کہ اس کی آواز عورت کے کان میں نہ پڑے تاکہ فہم نہ پیدا ہو۔ جس طرح حضرات صحابہ کرامؓ خندق کھودتے وقت تھکاوٹ کی وجہ سے اشعار پڑھتے تھے۔ (۳) تیسری صورت ”لائمۃ الصبیان“ کہ بچوں کو سنانے کے لئے ماں اگر لوری دے تو یہ جائز ہے یہ حضرت علامہ آلوسیؒ کا قول ہے۔ روایات سے بھی ثابت ہے کہ نابالغ بچیاں اور بالغ مرد عید کے دن یا خوشی کے موقع پر کچھ اشعار پڑھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس مجلس میں عورتیں نہ ہوں۔ وہ بھی اشعار پڑھنے کی اجازت ہے گانا گانے کی اجازت نہیں۔ کچھ صوفی حضرات نے اس روایت سے قبالی وغیرہ کی دلیل پکڑی ہے مگر یہ استدلال غلط ہے۔

حدیث شریف :- ”عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ان ابابکر دخل علیہا وعندها جاریتا فی ایام منی تدفغان وتضربان وفی رواۃ تعینان بما تقولت الانصار یوم بعثت والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متغشی بثوبہ فاتھرمہما ابوبکر فکشف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن وجہہ فقال دعھما یا ابابکر فانھا ایام عیدوفی رواۃ یا ابابکر ان لكل قوم عیداً وھذا عیدنا“۔

ترجمہ :- حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ میرے گھر تشریف لائے وہ عید کا دن تھا۔ میرے پاس (انصار کی) دو بچیاں دف بجاری تھیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ شعر گاری تھیں جو انصار نے جنگ بعاث میں کئے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑا لے کر آرام فرما تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ان بچیوں کو سختی سے منع کیا۔ حضور نبی کریمؐ نے چرے مبارک سے کپڑا ہٹا فرمایا اے ابابکرؓ انھیں اپنی حالت پر رہنے دو (جانے دو خاموش رہو) یہ عید کے ایام ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ اے ابوبکرؓ ہر قوم کیلئے عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔

چشتیہ حضرات نے اس روایت سے دلیل پکڑی ہے۔ حضرت علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ یہ استدلال غلط ہے۔ فرماتے ہیں کہ آگے یہ عبارت ہے۔ ”ولیس تابمغنیین“ کہ یہ بچیاں گانے والی نہ تھیں بس

عید کے موقع پر حضرت عائشہؓ کے گھر اکٹھی ہو گئیں اور جنگ کے اشعار پڑھنے بیٹھ گئیں۔ تو اگر چھوٹی بچیاں عید یا کسی خوشی کے دن کوئی اشعار پڑھ لیں تو یہ درست ہے۔ لیکن اس روایت سے عام گانوں کی دلیل پکڑنا درست نہیں۔ شعر کے باب میں حضرت نافع بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ راستے میں بانسری کی آواز آئی تو حضرت ابن عمرؓ نے اپنے انگلیاں ڈال دیں اور راستہ بدل کر چلنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد پوچھا آواز ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ جب آپ نے کانوں میں انگلیاں نکال لیں۔ مجھے فرمایا تو نے اس کی آواز کیوں سنی؟ (یعنی تو نے کان میں انگلیاں کیوں نہیں ڈالیں؟) حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بچہ تھا یعنی آپؓ بچے کو بھی فرما رہے ہیں کہ تو نے کیوں سنی؟ مگر ہمارے حکمران تو مانع گانے کو ثقافت کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ ہماری ثقافت نہیں یہ غیر مسلموں کی رسومات اور تہذیب ہے۔ ہماری تہذیب و ثقافت ان فضول، بیہودہ اور پلر کاموں سے پاک ہے۔ اب گانے بجانے کے لئے چاروں ائمہ کرامؒ کے قول نقل کرتا ہوں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی مرضی اس سے ہمیں بحث نہیں۔ مگر سنانا ہمارا کام ہے۔

قاضی ابوالطیبؒ قرطبی وغیرہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک گانا سننا حرام ہے صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ گانا سننا تمام سماوی مذاہب میں حرام ہے۔ اس فتویٰ پر صدیوں اسلامی مملکتوں میں عمل رہا۔ + صاحبؒ ہدایہ و ہدایہ لکھتے ہیں کہ گانا اور گانا سننا یہ گناہ کبیرہ ہیں۔ + حضرت ابوبکر ترطوشیؒ نے نقل کیا ہے کہ گانے اور گانے سننے کے متعلق حضرت امام مالکؒ کا فرمان ہے کہ یہ فاسقوں کا کام ہے۔ + حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ گانے والے اور گانا سننے والے کی شرعی عدالت میں گواہی رد ہے۔ + حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ گانا اور گانا سننا دونوں حرام ہیں۔ اور یہ دل میں نفاق پیدا کرتے ہیں جس طرح پانی زمین سے نباتات پیدا کرتا ہے۔ ہر گناہ کے دو اثر ہوتے ہیں۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں ظاہر ہوگا۔ + آخرت میں تو اس گناہ (لھوالحدیث) کے متعلق قرآن نے فرمایا ہے کہ ان بد بختوں کو دردناک عذاب کی بشارت سناؤ۔ + دنیا میں بھی اس گناہ (لھوالحدیث) کے اثرات ظاہر ہیں۔ مثلاً رزق میں کمی، اولاد کی نافرمانی، گھریلو ناچاقیاں، معاشرے کی خرابی، بدامنی، قتل و غارت، رشوت، زنا، شراب نوشی و دیگر پریشانیوں میں اس گناہ (لھوالحدیث) کو بڑا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ہدایت دے (آمین)

XXXXXX